تحقیق وتنقید

پروفیسر محمد دین قاسمی
گورنمنٹ ڈگری کالج سمن آباد فیصل آباد

مسئلہ قربانی

(قرآنِ کریم کی روشنی میں)

دورِ نزولِ قرآن سے لے کر اب تک عید الاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی، اُمتِ مسلمہ میں ایک مجمع علیہ اور متفق علیہ عبادت کی حیثیت سے تواتر کے ساتھ قائم رہی ہے۔ معتزلہ، جو ابتدائی زمانہ میں حدیث اور سنتِ نبوی سے گریزاں رہے ہیں، بھی قربانی کا انکار نہ کر پائے۔ لیکن ہمارے زمانے میں غلام احمد پرویز نے عید الاضحیٰ کے مواقع پر کی جانے والی قربانی کی شدید مخالفت کی اور اسے خلافِ قرآن عمل قرار دیا ہے، البتہ حج کے موقعہ پر وہ قربانی کے قائل تھے —— اپنی تفسیر مطالب الفرقان میں وہ لکھتے ہیں کہ:

"عید الاضحیٰ کی تقریب پر جس طرح قربانیاں دی جاتی ہیں۔ ان کا دین سے کیا تعلق ہے؟ مروجہ مذہب میں ان قربانیوں کی سند میں کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں۔ چونکہ میرے پیشِ نظر صرف قرآن مجید کی تشریح و تفسیر ہے اس لیے ان روایات کے متعلق بحث کرنا میرے مقصد سے خارج ہے۔ ویسے بھی روایات کے متعلق میرا مسلک یہ ہے کہ ان کے صحیح اور غلط ہونے کا معیار قرآن کریم ہے۔"

(تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۲۴۷)

علماءِ اُمت، حج کے علاوہ، دیگر مقامات پر (عید الاضحیٰ کی) قربانیوں کا ثبوت درج ذیل آیت سے فراہم کرتے ہیں:

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"
(الانعام: ۱۶۲)

"(اے پیغمبرؐ!) آپ فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے!"

پرویز صاحب، اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس آیت میں لفظ نسک کے معنیٰ قربانی کئے جاتے ہیں۔ لغت میں اس مادہ (ن۔س۔ک) کے معنیٰ پاک اور صاف کرنا ہیں۔ نَسَکَ الثَّوْبَ اس نے کپڑے کو دھو کر پاک اور صاف کیا۔ اَرْضٌ نَاسِکَۃٌ سرسبز و شاداب زمین، جس پر حال ہی میں بارش ہوئی۔ ان بنیادی معانی کی رو سے، اس کا مفہوم کسی معاملے کو درست اور ٹھیک کر لینا ہوتا ہے نَسَکَ السبخۃ کے معنی ہیں۔ اس نے زمین شور کو درست کیا، اسے جھاڑ جھنکاڑ سے صاف کیا۔ نَسَکَ اِلٰی طَرِیْقَۃٍ جَمِیْلَۃٍ اس نے اچھا طریقہ اختیار کیا اور پھر اس پر مداومت کی۔ راستہ اختیار کر لینے کی جہت سے کلامِ عرب میں نُسُکٌ پر اس مقام کو کہتے ہیں جس پر عام طور پر آمد و رفت جاری ہو۔ یہیں سے اس کے معنیٰ روش اور رسم کے ہو گئے اور امور و مراسم حج کو بھی مناسکِ حج کہتے ہیں۔" (تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۳۴۸)

پرویز صاحب نے لغات کی ورق گردانی کرتے ہوئے اس بات کی پوری کوشش فرمائی ہے کہ "نسک" بمعنی "ذبیحہ"، "قربانی" اور "راہِ خدا میں بہائے جانے والے خون" کے معانی کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیں اور ان معانی کے علاوہ باقی دیگر معانی کو بیان کر کے یہ تاثر اُچھال دیا جائے کہ کتبِ لغت میں "نسک" بمعنی "قربانی" موجود ہی نہیں ہے۔ یہ ہے وہ مطلب جو یانہ ذہنیت، جسے اگر قربانی کے حق میں پہاڑ کے سے دلائل بھی مل جائیں، تو اس سے نظریں چرالی جائیں۔ لیکن اگر قربانی کے علاوہ دیگر معانی مل جائیں تو ان پر عبارت آرائی اور سخن سازی کرتے ہوئے یہ تاثر دیا جائے کہ ان کے علاوہ لغت میں کوئی اور مفہوم پایا ہی نہیں جاتا ——— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

قرآنی تحقیق کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کے ایک سے زیادہ

معانی ہوں تو ان میں اپنے مزعومہ مطلب کے خلاف معانی کو نظر انداز کر دیا جائے اور مفید مطلب معانی کو بیان کر کے یہ تاثر ابھارا جائے کہ عربی لغات، ہمارے بیان کردہ معانی کے علاوہ دیگر معانی سے خالی ہیں۔ بلکہ قرآنی تحقیق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جملہ لغوی معانی کو دیکھتے ہوئے، جو مفہوم و مراد قرآن کے کسی مقام پر فٹ بیٹھتا ہے، اسے دلائل کے ساتھ دیگر مفاہیم پر ترجیح دی جائے۔ لیکن "منکرِ قرآن" صاحب نے "نسک" کی لغوی تحقیق کے دوران "نسک" بمعنی "قربانی و ذبیحہ" کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ کوئی عربی لغت اس معنیٰ سے خالی نہیں ہے۔ چند لغات کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

۱- "اَلنُّسُكُ وَالنَّسِيكَةُ: اَلذَّبِيحَةُ وَقِيلَ النُّسُكُ الدَّمُ وَالنَّسِيكَةُ الذَّبِيحَةُ. تَقُولُ: مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَعَلَيْهِ نُسُكٌ. اَىْ دَمٌ يُهْرِيقُهُ بِمَكَّةَ شَرَّفَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَاسْمُ تِلْكَ الذَّبِيحَةِ النَّسِيكَةُ وَالْجَمْعُ نُسُكٌ وَنَسَائِكُ۔"

"اَلنُّسُكُ اور اَلنَّسِيكَةُ" ذبیحہ ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "نُسُكٌ" خون کو کہتے ہیں۔ مثلاً آپ کہتے ہیں کہ "جس نے یہ کام کیا اس پر "نسک" لازم ہے"۔ یعنی مکہ میں خون بہانا لازم ہے۔ اور اس ذبیحہ کا نام "نَسِيكَةٌ" ہے، اس کی جمع "نُسُك" بھی ہے اور "نسائک" بھی۔" (لسان العرب ج ۱۰ ص ۴۹۸-۴۹۹)

آگے چل کر یہ الفاظ بھی موجود ہیں:

"وَقَالَ اَبُو اِسْحَاقَ قُرِئَ "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا وَ مَنْسِكًا"۔ قَالَ: وَالنُّسُكُ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنَى النَّحْرِ كَاَنَّهُ قَالَ جَعَلْنَا لِكُلِّ اُمَّةٍ اَنْ تَتَقَرَّبَ بِاَنْ تَذْبَحَ الذَّبَائِحَ لِلّٰهِ فَمَنْ قَالَ مَنْسِكٌ فَمَعْنَاهُ مَكَانُ نُسُكٍ مِثْلُ مَجْلِسٍ مَكَانُ جُلُوسٍ وَمَنْ قَالَ مَنْسَكٌ فَمَعْنَاهُ الْمَصْدَرُ نَحْوَ النُّسُكِ وَالنُّسُوكِ وَغَيْرِهِ وَالْمَنْسَكُ وَالْمَنْسِكُ الْمَوْضِعُ الَّذِي تُذْبَحُ فِيهِ النُّسُكُ وَقُرِئَ بِهِمَا فَقَوْلُهُ تَعَالٰى

جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ ....

.... وَالْمَنْسِكُ اَلْمَذْبَحُ وَقَدْ نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا

اِذَا ذَبَحَ .... !" (لسان العرب ص۴۹۹)

"ابواسحاق نے کہا کہ آیت کو یوں بھی پڑھا گیا: "لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسِكًا وَ مَنْسَكًا" (یعنی منسک میں سین کی زبر اور زیر کے ساتھ) ـــــ اُس نے کہا کہ "نَسَكَ" یہاں "نَحَرَ"، (قربانی کرنا) کے معنی میں ہے۔ گویا یوں کہا کہ "ہم نے ہر اُمّت کے لیے طے کر دیا ہے کہ وہ اللہ کے لیے ذبیحوں کو ذبح کرے"۔ پس جس نے "منسِک" (سین کے کسرہ کے ساتھ) کہا تو معنیٰ یہ ہوا کہ قربانی کی جگہ۔ جیسے مجلس، جُلوس (بیٹھنے) کی جگہ"۔ اور جس نے "منسَک" (سین پر فتحہ کے ساتھ) کہا تو اس کا معنیٰ مصدر کا معنیٰ ہوا (یعنی قربانی کرنا) جیسے "نسک" اور "نسوک"۔ اور "منسک" اور "منسِک" (سین کی زبر اور زیر دونوں کے ساتھ) اس مقام کو بھی کہتے ہیں جس میں قربانی ذبح کی جائے۔ یعنی اللہ کا یہ فرمان یوں پڑھا گیا کہ "جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ"

.... اور "منسَک" اور "منسِک"، (سین کی زیر اور زبر دونوں کے ساتھ) "مَذْبَحُ" [ذبح کرنے کی جگہ] کو کہتے ہیں۔

"قَدْ نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا" کا معنیٰ یہ ہے کہ "اس نے ذبح کیا۔" (لسان العرب ج ۱۰ ص۴۹۸)

۲۔ "نُسُكٌ" "النون والسين والكاف اَصْلٌ صَحِيْحٌ يَدُلُّ عَلٰى عِبَادَةٍ وَتَقَرُّبٍ اِلَى اللهِ تَعَالٰى وَرَجُلٌ نَاسِكٌ۔ وَالذَّبِيْحَةُ الَّتِيْ تَتَقَرَّبُ بِهَا اِلَى اللهِ نَسِيْكَةٌ وَالْمَنْسَكُ الْمَوْضِعُ يُذْبَحُ فِيْهِ النَّسَائِكُ وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِلَّا فِي الْقُرْبَانِ"

"نسک" نون، سین اور کاف اس کے حروف اصلیہ ہیں ۔ یہ عبادت اور تقرب الی اللہ پر دلالت

کرتا ہے۔ (اسی سے ہے :) "رَجُلٌ نَاسِكٌ" (عبادت گزار مرد) اور وہ ذبیحہ جو "تَقَرُّبًا اِلَی اللہِ" ذبح کیا جائے "نَسِیْکَۃٌ" (کہلاتا ہے)۔ اور "مَنْسَکٌ" وہ جگہ ہے جس میں "نسائک" (قربانیاں) ذبح کی جائیں۔ اور یہ سب کچھ قربانی ہی میں ہوتا ہے۔"
(معجم مقاییس اللغۃ)

۳۔ "اَلنُّسُكُ بِالضَّمِّ وَبِضَمَّتَيْنِ اَلذَّبِيْحَةُ اَوِ النُّسُكُ الدَّمُ وَالنَّسِيْكَةُ الذَّبْحُ۔"

"اَلنُّسْكُ" (ایک ضمہ کے ساتھ) اور "اَلنُّسُكُ" (دو ضموں کے ساتھ) ذبیحہ کو کہتے ہیں اور "نُسُك" خون کو اور "نَسِيْكَةٌ" ذبح کیے جانے والے جانور کو کہا جاتا ہے۔" (القاموس المحیط ص ۲۳۲)

۴۔ "نَسَكَ يَنْسُكُ نَسْكًا وَ نِسْكًا وَ نُسْكًا وَ نُسُوْكًا وَنَسْكَةً وَ مَنْسَكًا ----- (نَسَكَ) لِلّٰہِ: تَطَوَّعَ بِقُرْبَةٍ وَ ذَبَحَ لِوَجْهِهٖ تَعَالٰی۔ اَلنُّسُكُ: مَا يُقَدَّمُ لِلّٰہِ تَعَبُّدًا وَ زُهْدًا۔ اَلذَّبِيْحَةُ۔ سَبَائِكُ الْفِضَّةِ۔ اَلدَّمُ، يُقَالُ مَنْ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَعَلَيْهِ نُسُكٌ اَيْ دَمٌ يُهْرِيْقُهٗ ----- اَلنَّسِيْكَةُ ----- اَلذَّبِيْحَةُ۔ اَلْمَنْسَكُ ج مَنَاسِكُ: اَلْمَكَانُ الْمَأْلُوْفُ ـــ وَالْمَنْسِكُ ج مَنَاسِكُ: شِرْعَةُ النُّسُكِ: مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِيْهِ النَّسِيْكَةُ ----- !"

"نَسَكَ (يَنْسُكُ کے مصادر ہیں) نَسْكًا، نِسْكًا، نُسْكًا، نُسُوْكًا، نَسْكَةً اور مَنْسَكًا (ہیں) ----- "نَسَكَ لِلّٰہِ": اس نے اللہ کے قرب کی رغبت کی اور اس کی رضا کے لیے جانور ذبح کیا"..... "اَلنُّسُكُ": "جو کچھ عبادت اور زہد اختیار کرتے ہوئے اللہ کے

۱؎ غور فرمائیے کہ اہل لغت کے ہاں "نسک" کے مادہ کے بنیادی حروف (ن۔س۔ک) کس چیز پر دلالت کرتے ہیں؟ جبکہ پرویز صاحب فرماتے ہیں کہ ـــــ "اس مادہ (ن۔س۔ک) کے معنی "پاک اور صاف کرنا" ہیں۔"

حضور پیش کیا گیا"۔ "قربان کیا جانے والا جانور۔"

"چاندی کے ٹکڑے" "خون"۔ (مثلاً) کہا جاتا ہے کہ جس نے یہ کام کیا اس پر نسک واجب ہے۔ یعنی خون (واجب ہے) جسے وہ بہائے گا۔"

"اَلنَّسِیْکَۃُ" "ذبیحہ" (کو کہتے ہیں)۔ "اَلْمَنْسَكُ" اس کی جمع "مَنَاسِكُ" ہے۔ (یعنی) "مانوس جگہ" "اَلْمَنْسِكُ" اس کی جمع "مناسك" ہے۔ (یعنی) "رسم قربانی" "وہ جگہ جہاں قربانیاں ذبح کی جائیں۔" (المنجد ص ۸۰۶)

۵۔ امام راغب اصفہانی رقمطراز ہیں:

"اَلنَّسِیْکَۃُ مُخْتَصَّۃٌ بِالذَّبِیْحَۃِ: قَالَ فَفِدْیَۃٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُكٍ۔"

"اَلنَّسِیْکَۃُ" "ذبیحہ" کے لیے خاص ہے (اور دلیل اس کی یہ قرآنی آیت ہے) فرمایا: "پھر فدیہ ہے روزوں میں سے یا صدقہ میں سے یا قربانیوں میں سے۔" (المفردات امام راغب)

۶۔ "نَسَكَ فُلَانٌ ـُ نُسْكًا وَ نَسَكَۃً وَ مَنْسِكًا: تَزَهَّدَ وَتَعَبَّدَ۔
وَ ذَبَحَ ذَبِیْحَۃً تَقَرَّبَ بِهَا اِلَی اللّٰہِ ---------
لِكُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا وَ ـــ مَوْضِعٌ تُذْبَحُ فِیْهِ النَّسِیْکَۃُ
------ اَلنُّسُكُ كُلُّ حَقٍّ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ ـــ اَلذَّبِیْحَۃُ ....
---- اَلنَّسِیْکَۃُ: سَبِیْکَۃُ الْفِضَّۃِ الْخَالِصَۃِ وَ ـــ الذَّبِیْحَۃُ
ج نُسُكٌ وَ نَسَائِكُ وَفِی التَّنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ: فَفِدْیَۃٌ مِّنْ
صِیَامٍ اَوْ صَدَقَۃٍ اَوْ نُسُكٍ۔!"

"نَسَكَ فُلَانٌ یَنْسُكُ (جملہ معہ ا ر) کے دو معنیٰ ہیں:

(۱) وہ زاہد اور عبادت گزار بنا (۲) اس نے تقرب ایزدی کے لیے جانور ذبح کیا ...... ہم نے ہر امت کے لیے نسک مقرر کیا یعنی ایسی جگہ مقرر کی جہاں قربانیاں ذبح کی جاتی ہیں ...... اَلنُّسُكُ (کے دو معنیٰ ہیں) (۱) اللہ کے جملہ حقوق اور (۲) ذبیحہ ......

اَلنَّسِیکَۃُ : آلائش سے پاک خالص چاندی کی ٹکیہ اور ذبح کیا جانے والا جانور۔ اس کی جمع "نُسُکٌ" اور "نَسَائِکُ" ہے۔ اس معنیٰ میں قرآنِ مجید کی یہ آیت ہے : "فدیہ ہے روزوں میں سے، صدقہ میں سے یا قربانیوں میں سے!" (المعجم الوسیط)

۷۔ مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب لکھتے ہیں :

"نُسُك : رسم، قربانی" (پ ۲) دیکھو مناسک ــــ لغات القرآن ج ۶ صـ۵۰)

پھر لفظ "مَنَاسِكَنَا" کے تحت فرماتے ہیں :

مَنَاسِكَنَا : اسم ظرف جمع مضاف، مَنْسِكٌ واحد۔ نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ "ہمارے حج اور عبادت کے طریقے" نُسُكٌ : عبادت پرستش۔ نَسَكٌ : مانوس جگہ، نیز نُسْك اور نُسُكٌ : قربانی۔ نَسِيكٌ : سونا چاندی، نَسِيكَةٌ : قربانی۔" (لغات القرآن ج ۵ صـ۲۵۲)

۸۔ صرف یہی نہیں بلکہ عام عربی اردو لغات بھی "نسک، بمعنی قربانی" کی وضاحت سے خالی نہیں ہیں :

"نَسَكَ لِلّٰہِ : نفلی عبادت کرنا، خدا کے نام پر ذبح کرنا۔
اَلنَّسْكُ وَالنُّسُكُ : نذر جو اللہ کے لیے پیش کی جائے، ذبیحہ۔
اَلنَّسِيكَةُ : ذبیحہ، سونے چاندی وغیرہ کا ٹکڑا۔
اَلْمَنْسِك : قربانی کی رسم، قربانی کی جگہ، قربانی۔"

(مصباح اللغات صـ۸۷۲)

۹۔ "نُسُكٌ : قربانی کے جانور، قربانی، خون۔
مَنْسِكٌ : قربانی کی جگہ، دین کا راستہ، عبادت کا طریقہ اور جگہ۔
جمع : مَنَاسِكُ" (بیان اللسان)

"نُسُك" بمعنی "قربانی" کے ان اقتباسات کو دیکھئے اور پھر داد دیجئے "مفکرِ قرآن" صاحب کو، جنہوں نے تفسیر مطالب الفرقان (جلد سوم) میں اس لفظ

کی لغوی تحقیق پیش کرتے ہوئے کس قدر شدید التزام برتا ہے کہ "قربانی" کے معنوں میں یہ لفظ ان کی عبارت میں نہ آنے پائے۔ حالانکہ اس معنیٰ و مفہوم سے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کتاب لغت بھی خالی نہیں ہے۔ لفظ "نُسُک" کے لغوی مفہوم سے "قربانی" اور "ذبیحہ" کو نکال باہر کرنے کے لیے "منکرِ قرآن" صاحب نے جو پاپڑ بیلے ہیں اسے بھی ایک نظر ملاحظہ فرما لیجئے:

"قرآن کریم میں احکام حج کے ضمن میں آیا ہے فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ (۲/۲۰۰) جب تم حج کے واجبات سے فارغ ہو چکو۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس سے ذرا پہلے ہے فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (۲/۱۹۶) ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہاں نُسُک سے مراد ذبیحے ہوں گے۔ ابن فارس نے بھی اس کے معنیٰ تقریب حاصل کرنے اور ذبیحہ کے لکھے ہیں۔ لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ اس کے معنیٰ ذبیحہ کے کیوں مختص کر لیے جائیں اس سے مراد کوئی عمل خیر ہو سکتا ہے، جسے وہ اپنے اوپر واجب قرار دے لے۔" (لغات القرآن ص ۱۶۱۵)

ان "منکرِ قرآن" صاحب کو یہ کون سمجھاتا کہ ——— "جس عمل کو کوئی شخص خود اپنے اوپر واجب قرار دے لے، لغت میں اسے "نُسُک" نہیں بلکہ "نَذْر" کہتے ہیں۔ چنانچہ "نذر" کا مفہوم خود انہوں نے یوں بیان کیا:

"نذر۔ (نقصان سے بچنے کے لیے) جو کچھ اپنے اوپر واجب قرار دے لیا جائے، نیز کسی شرط پر کوئی وعدہ کرنا بھی نذر کے معنوں میں داخل ہے۔ مثلاً کوئی شخص اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے کہ میرا بچہ تندرست ہو گیا تو میں یوں کروں گا، تو یہ نذر کہلاتی ہے۔ راغب نے لکھا ہے کہ کسی معاملہ کے پیش آنے پر کسی ایسی چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینا جو واجب نہ ہو (نذر کہلاتا ہے ——— قاسمی)" (لغات القرآن ص ۱۵۹۸)

لیکن زیر بحث آیت (البقرۃ: ۱۹۶) میں جس فدیہ کا ذکر ہے، اسے انسان نے اپنے اوپر خود واجب نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے۔ اس لیے "نُسُک" کے معنی "کوئی سا عملِ خیر" کر ڈالنے کے بعد بھی (جو لغۃً عرفاً، شرعاً ہر لحاظ

سے غلط ہے) پرویز صاحب کی بات بنتی نظر نہیں آتی۔

رہا پرویز صاحب کا یہ فرمان کہ ــــــ "نسک کے معنیٰ کو کیوں ذبیحہ کے لیے مخصوص کر لیا جائے اور کیوں نہ اس سے مراد "کوئی سا عمل خیر" لیا جائے"۔ تو یہ بوجوہ غلط ہے:

اوّلاً ــــــ اس لیے کہ قرآن یہاں فدیہ کے طور پر "نُسُك" کے ساتھ دو مخصوص اعمال ــــــ صیام اور صدقہ ــــــ کا ذکر کر رہا ہے۔ مطلق اعمالِ خیر میں سے صیام اور صدقہ کو خالص کر لینے کے بعد "نُسُك" کو اگر کوئی سے عملِ خیر" کے معنوں میں لیا جائے، تو یہ پہلے دونوں مخصوص اعمال کی خصوصیت کو باطل کر دینے کے مترادف ہوگا۔ اب اگر "صیام" سے مراد "مطلق کارِ خیر"۔ اور "صدقہ" سے مراد "مطلق نیک عمل" نہیں ہے تو "نُسُك" سے بھی ہرگز "کوئی سا عملِ خیر" مراد نہیں لیا جا سکتا۔

ثانیاً ــــــ اس لیے کہ "صیام" یہاں "صَامَ، یَصُوْمُ" کا مصدر نہیں ہے بلکہ "صَوْمٌ" کی جمع ہے۔ بالکل اسی طرح "نُسُكٌ" یہاں مصدر نہیں ہے بلکہ "نَسِيكَةٌ" کی جمع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پرویز صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"ففدية من صيام او صدقة او نسك (۲/۱۹۶)۔ اس کا فدیہ روزے یا صدقہ یا ذبیحے ہوں گے۔" (لغات القرآن ص ۱۶۱۵)

اور اب جبکہ یہ بات طے ہو گئی کہ "نُسُكٌ" جمع ہے، تو اس کی واحد "نَسِيكَةٌ" کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اور "نَسِيكَةٌ" کے متعلق علماءِ لغت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ خاص طور پر "ذبیحہ" یا "خون" ہی کو کہا جاتا ہے ــــــ لہٰذا عبادت کے دیگر طور طریقے اس کے مفہوم سے خارج ہیں۔

خود پرویز صاحب کی تحقیق بھی یہی ہے:

"راستہ اختیار کر لینے کی جہت سے کلام عرب میں منسک ہر اس مقام کو کہتے ہیں جس کی طرف آنے جانے کے لوگ عادی ہوں خواہ یہ خیر میں ہو یا شر میں، اس کے بعد امور و مراسم حج کو مناسک کہنے لگے، اور نُسُكٌ اور نَسِيكَةٌ ذبیحہ کو یا خون کو۔" (لغات القرآن ص ۱۶۱۴)

اب جبکہ لغوی تحقیق سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ "نسك" کا معنیٰ "قربانی"

ہے، تو سورۃ الانعام کی اس آیت کا ترجمہ قطعی واضح ہو جاتا ہے:

"قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ" (الانعام: ۱۶۳)

"آپ فرما دیجئے، میری نماز اور میری قربانیاں، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

لیکن پرویز صاحب، "قربانی" کی شدید مخالفت میں مبتلا ہو کر لفظ "نُسُک" سے اس معنیٰ کو خارج کرنے پر تل گئے۔ اور اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا کہ:

"اے رسول! ان سے کہدو کہ میرے فرائض زندگی اور ان کے ادا کرنے کے طور طریقے مختصراً یہ کہ میری ساری زندگی حتیٰ کہ میری موت بھی خدا کے تجویز کردہ پروگرام کے لیے وقف ہے۔" (تفسیر مطالب الفرقان ج ۳ ص ۲۴۸)

تاہم یہ بات قارئین کرام کے لیے سخت موجب حیرت ہوگی کہ آیت کے جس ترجمے کی مخالفت میں پرویز صاحب بعد میں اس قدر سرگرم ہوئے، اس سے پہلے وہی ترجمہ وہ خود بھی پیش کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر وہ یہی آیت درج کرکے یوں رقمطراز ہیں:

"(اے پیغمبر اسلام!) تم کہدو، میری نماز، میری قربانیاں، میرا جینا، میرا مرنا، سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔" (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۳)

لفظ "نُسُکِی" سے "قربانی" کا مفہوم خارج کر ڈالنے کا جنون پرویز صاحب پر اس قدر سوار ہوا کہ سورۃ الحج کی اس آیت، جس میں "منسکاً" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی:

"وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" (الحج: ۳۴)

کا مفہوم یہ بیان فرمانے لگے کہ: "ہم نے ہر قوم کے لیے یہ طریق مقرر کر دیا تھا کہ وہ جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں۔" (مفہوم القرآن ۲۲/۳۴)

حالانکہ پہلے وہ اسی آیت کا ترجمہ یوں لکھا کرتے تھے:

"ہم نے ہر قوم کے لیے قربانی (یا طریق عبادت و قربانی) کا ایک طور طریقہ ٹھہرایا تاکہ وہ ان چوپایوں پر، اللہ کا نام لے کر ذبح کریں، جو اس نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔" (معارف القرآن ج ۲ ص ۴۳)

الغرض سورۃ الانعام کی آیت ۱۶۳ کا وہ ترجمہ شک و شبہ سے بالاتر ہے جو نہ صرف علماء امت ہمیشہ سے بیان کرتے چلے آرہے ہیں، بلکہ خود پرویز صاحب نے بھی اس کا یہی ترجمہ پیش کیا۔ پھر نہ جانے وہ اسی کی تردید و مخالفت پر کیوں تل گئے۔ حتیٰ کہ اپنی تردید بھی خود ہی کر ڈالی؟ فیا للعجب!

(جاری ہے)